Chapter 75 سورة القیٰمة Doomsday

آیات 40

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ واراور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

لَاۤ اُقۡسِمُ بِیَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ ۙ﴿۱﴾

1-(نوعِ انساں کو اس حقیقت سے آگاہ کردو کہ) بات یوں نہیں ہے (جیسے تم خیال کیے بیٹھے ہو کہ جو جی میں آئے کرتے جاؤ اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا۔ یادرکھو! اس کے لئے) میں قیامت کے دن کو گواہی کے طور پر پیش کرتا ہوں (جب اعمال کی جوابدہی ہوگی اوران کے نتائج کے مطابق فیصلے کردیے جائیں گے، 2/284)۔

وَ لَاۤ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَةِ ؕ﴿۲﴾

2-اس لئے یہ بات یوں نہیں ہے (جیسے تم سمجھے بیٹھے ہو۔اس کے لئے) میں نفسِ لوامہ کی قسم کھاتا ہوں یعنی میں انسان کی ذات کی اس شخصیت کو گواہی کے طور پر پیش کرتا ہوں جو غلط کام کرنے یا غلط سوچنے یا بُری نیت رکھنے پر شرمندہ ہوجاتی ہے اور انسان کو ملامت کرتی ہے (کہ اعمال کی جوابدہی ہوگی اور اعمال کے نتائج کے مطابق فیصلے سامنے آجائیں گے)۔

اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَلَّنۡ نَّجۡمَعَ عِظَامَهٗ ؕ﴿۳﴾

3-(اور) کیا انسان یوں حساب کیے بیٹھا ہے (کہ جب وہ مرمراکر ختم ہوجائے گا تو دوبارہ زندہ نہیں ہوگا اوراس طرح وہ اعمال کی جوابدہی سے بچ جائے گا اور جس بنیاد پر زندگی عطا ہوئی ہے وہ موت سے منتشر ہوجائیگی؟ اور کیا) ہم ہرگز اس کی ہڈیاں جمع نہ کرسکیں گے؟

بَلٰی قٰدِرِیۡنَ عَلٰۤی اَنۡ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ ﴿۴﴾

4- کیوں نہیں! ہم تو اس بات پر بھی قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کے ایک ایک جوڑ اور ایک ایک پور کو درست کردیں۔

بَلۡ یُرِیۡدُ الۡاِنۡسَانُ لِیَفۡجُرَ اَمَامَهٗ ۚ﴿۵﴾

5-اصل بات یہ ہے کہ (انسانوں میں وہ) انسان (جو آخرت سے انکار کرکے بے راہ روی کی زندگی گزارتا چلا آرہا ہے) وہ یہی چاہتا ہے کہ آئندہ بھی نازل کردہ احکام اور پیمانوں میں شگاف ڈالتا رہے (فُجر) (اور اسے کوئی پوچھنے والا نہ

ہو)۔

يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ؕ﴿۶﴾

6-(اسی لئے جب اس سے قیامت کے متعلق کہا جاتا ہے تو اس کے دل میں جھٹ اعتراضات ابھرنے لگتے ہیں)۔اور وہ پوچھتا ہے! کہ بتاؤ کہ قیامت کب آئے گی۔

فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۙ﴿۷﴾

7-(سنو! قیامت کا آنا یوں ہوگا کہ) پھر اس وقت آنکھیں چندھیا کر رہ جائیں گی (اور آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی (14/42))۔

وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۙ﴿۸﴾

8-اور چاند ماند پڑ کر رہ جائیگا۔

وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۙ﴿۹﴾

9-اور سورج اور چاندا کھٹے کردیے جائیں گے۔

يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۚ﴿۱۰﴾

10-(اور انتہائی پریشانی کے عالم میں) انسان کہے گا کہ آج میں بھاگ کر کس جگہ جاؤں (اور کہاں پناہ لوں)؟

كَلَّا لَا وَزَرَ ؕ﴿۱۱﴾

11- نہیں نہیں! کوئی بچاؤ کی جگہ نہیں ہوگی۔

اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمُسْتَقَرُّ ؕ﴿۱۲﴾

12-اس دن ٹھکانہ تمہارے رب کی طرف ہی ہوگا۔

يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ؕ﴿۱۳﴾

13-اس دن انسان نے جو کچھ آگے بھیجا ہوگا اور (جو اس کے اثرات) پیچھے رہ گئے ہوں گے (سب کے بارے میں) اسے خبر کردی جائے گی۔

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۙ﴿۱۴﴾

14- بلکہ اے انسان تُو خود اپنے آپ پر جس قدر نگاہ رکھنے والا ہے (اتنا تجھ پر کوئی اور نگاہ نہیں رکھ سکتا)۔

وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿١٥﴾

15-(اس لئے گناہ کرنے والا خود جانتا ہے کہ وہ کیا کیا گناہ کرتا رہا)۔لہٰذا، اس سلسلے میں اس کی بہانہ سازیاں اور معذرتیں (قبول نہیں کی جائیں گی)۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿١٦﴾

16-(بہرحال، اے رسولؐ! نوعِ انساں کو نازل کردہ آگاہی دیتے جاؤ اور اس سلسلے میں یاد رکھو کہ جب تم پر وحی نازل ہوتی ہے تو) تم اسے یاد رکھنے کے لئے اپنی زبان کو جلدی جلدی حرکت نہ دیا کرو۔

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿١٧﴾

17-حقیقت یہ ہے کہ اس کا جمع کرنا (اور اسے منتشر نہ ہونے دینا اور تمہیں اس وحی کے بارے میں سب کچھ) پڑھا دینا ہماری ذمہ داری ہے (اس لئے تم نہایت تحمل اور اطمینان سے اس وحی کو وصول کیا کرو)۔

فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿١٨﴾

18-لہٰذا (اس کو پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ) جب ہم اس (وحی) کو پڑھیں تو تم اس پڑھنے کی پیروی کرتے جاؤ۔

(نوٹ: اللہ کا رسولوں سے رابطے کا طریقہ مختلف اوقات میں مختلف رہا ہے۔بعض مقامات پر براہِ راست بھی ہے اور بعض مقامات پر بالواسطہ بھی ہے مگر وہ مقام، وہ طریقہ، وہ انداز، وہ کیفیت اور وہ حالت کیا ہوتی ہے یہ صرف اللہ ہی بہتر جانتا ہے، انسانی عقل ان کیفیات کے ادراک کے بارے میں بے بس ہے)۔

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿١٩﴾

19-اور پھر بلاشبہ اس کی ہر حقیقت اور ہر رمز کو کھول کر سامنے لے آنا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾

20-(لہٰذا، ان بیان کی گئی حقیقتوں کے پیشِ نظر نوعِ انسان کو آگاہ کر دو کہ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہاری حرص و ہوس پر مبنی خواہشات اور اعمال کے نتائج حسین نکلیں گے) تو ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ تم ان باتوں سے محبت رکھتے ہو جو تمہیں جلدی جلدی (حاصل ہو جائیں اور اس جلدی میں تم یہ پرکھتے ہی نہیں ہو کہ ان میں کون سی تمہیں جہنم میں لے جائیں گی اور کون سی جنت میں لے جانے والی ہیں)۔

وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿٢١﴾

21-اور (نتیجہ یہ نکلتا ہے) کہ تم آخرت (میں کام آنے والے کاموں کو) چھوڑتے چلے جاتے ہو۔

وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ ﴿۲۲﴾

22-(لیکن جو لوگ آخرت کو سامنے رکھ کر اپنی خواہشات اور اپنے کاموں کو پرکھنے والے ہوں گے اور اس پرکھ کے مطابق کام کرتے رہے ہوں گے تو پھر) اس دن بہت سے چہرے اس طرح کے ہوں گے کہ وہ (جنت میں لے جانے والی اپنی کامیابی کی خوشی میں) تروتازہ، شگفتہ و بارونق ہوں گے۔

اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ ﴿۲۳﴾

23-اور وہ اپنے نشو ونما دینے والے کے (جلووں) کا نظارہ کر رہے ہوں گے۔

وَ وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍۭ بَاسِرَۃٌ ﴿۲۴﴾

24-اور (ان کے برعکس جن لوگوں کو یہ کچھ میسر نہیں ہوگا) تو اس دن ان کے چہرے افسردہ و پژمردہ ہوں گے۔

تَظُنُّ اَنۡ یُّفۡعَلَ بِہَا فَاقِرَۃٌ ﴿۲۵﴾

25-(اس لئے کہ) انہیں دھڑکا لگا ہوگا کہ (اب جو عذاب آنے والا ہے) وہ ان کی کمر توڑ کر رکھ دے گا۔

کَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ ﴿۲۶﴾

26-حقیقت یہی ہے کہ جب (انسان پر موت طاری ہوتی ہے اور سانس) حلق تک پہنچ جاتی ہے۔

وَ قِیۡلَ مَنۡ ٜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾

27-تو پھر ہر کہنے والا (یہی کہتا ہے کہ اگر کسی دوا دارو سے فائدہ نہیں ہو رہا تو) کسی جھاڑ پھونک کرنے والے کو ہی (بلا لو)۔

وَّ ظَنَّ اَنَّہُ الۡفِرَاقُ ﴿۲۸﴾

28-اور (تب اس سے مرنے والا) سمجھ لیتا ہے یہ (اس پر دنیا سے) جدائی کا وقت آ پہنچا ہے۔

وَ الۡتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾

29-اور (جسم بے حرکت ہونے لگ جاتا ہے اور محسوس کرنے والے کو یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ جیسے) پنڈلی سے پنڈلی جڑ جائے گی۔

ع 1 30 17

اِلٰی رَبِّکَ یَوۡمَئِذِۣ الۡمَسَاقُ ﴿۳۰﴾

30-اس وقت (وہ انسان) اپنے نشو ونما دینے والے کی طرف روانہ ہونے لگتا ہے۔

فَلَا صَدَّقَ وَ لَا صَلّٰی ﴿۳۱﴾

31-چنانچہ (ان حقائق کی روشنی میں اب تم اس شخص سے پوچھو جو ہمارے احکام وقوانین کو) نہ ہی تو سچ تسلیم کرتا تھا اور نہ ہی ان کو اختیار کرکے ہماری نماز پڑھتا تھا (کہ اب بتاؤ روانگی کس طرف کو ہے)۔

وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾

32-بلکہ وہ تو (ہماری سچائیوں اور احکام وقوانین) کو جھٹلاتا رہتا تھا اور ان سے منہ موڑے رکھتا تھا۔ (لہٰذا، اب پوچھو اس سے کہ روانگی کس طرف ہے)۔

ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾

33-نہ صرف یہ بلکہ وہ (اپنی سوچ اور روّیے کو لیے) اِتراتا اکڑتا اپنے ساتھیوں کی طرف جایا کرتا تھا (اور انہیں بھی اسی طریقے کی طرف مائل کیا کرتا تھا۔ لہٰذا! اب اس سے پوچھو کہ تمہاری روانگی کس طرف کو ہے)۔

اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾

34-(چنانچہ نازل کردہ سچائیوں کو تسلیم کرنے والے اس شخص کو دیکھ کر کہہ اٹھتے ہیں کہ) افسوس ہے تجھ پر! بہت افسوس ہے تجھ پر!

ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾

35-اور بار بار افسوس ہے تجھ پر! افسوس! (کتنا اچھا ہوتا کہ تُو بھی نازل کردہ سچائیوں کو تسلیم کرکے زندگی کی روشن راہ اختیار کرلیتا)!

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾

36-(بہرحال) اے نوعِ انساں کیا تم حساب یوں کرتے ہو (کہ زندگی کا کوئی مقصد ہی نہیں) اور تمہیں یونہی چھوڑ دیا جائے گا؟ (اور تمہیں اپنے کاموں کا حساب نہیں دینا پڑے گا؟ نہیں! یہ حساب تو تمہیں دینا ہی پڑے گا، 2/284)۔

اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾

37- کیونکہ کیا (تم سوچتے نہیں ہو کہ انسانی زندگی کتنے مراحل طے کرنے کے بعد انسانی پیکر تک پہنچتی ہے؟ اس کا آغاز تو صرف قطرۂ) نُطفہ تھا جو (پرورش پا جانے والے مقام) میں گرایا گیا۔

ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾

38-پھر اس نے (وہاں) معلق شے کی سی شکل اختیار کی اور پھر اس میں ٹھیک ٹھیک تناسب تخلیق ہوا۔

فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾

39-اور پھر اس میں نر اور مادہ کے ساتھی جوڑے بنائے گئے۔

ع 2 10 18 اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ؏

40-(لہٰذا، اب سوچو اور ان حقیقتوں پر غور کرو کہ) کیا وہ اس پر اختیار نہیں رکھتا کہ جن پر موت طاری ہو چکی ہے انہیں زندہ کر دے؟

(نــــوٹ: یہ نوٹ قرآن میں مجموعی طور پر جنات کے بارے میں دی گئی آگاہی کے سلسلہ میں ہے جس کا ذکر خاص طور پر سورۃ 72 میں کیا گیا ہے۔ سورۃ 72 کو الجن کا نام دیا گیا ہے اور اِس میں بھی خصوصی طور پر جنات کا ذکر کیا گیا ہے۔ لفظ جن کا مادہ (ج ن ن) ہے۔ اِس کا بنیادی مطلب ہے ایسی حالت جو خوشگواریوں میں چھپا لینے والی ہو۔ اِسی سے لفظ الجنۃ یعنی جنت نکلا ہے جس کا مطلب ہے ایسی حالت جو آسودگیوں' اطمینان اور بے خوف مسرتوں میں چھپا لینے والی ہو۔ اِسی وجہ سے ٹھنڈے سایوں' بعض باغات اور بعض نعمتوں کو جنت کی مثال کہا گیا ہے' 13:35۔ اِسی وجہ سے آیت 6:77 میں رات کے طاری ہونے کے لئے لفظ جَنَّ اِستعمال کیا گیا ہے کیونکہ رات انسان کو دن کے ہنگاموں سے محفوظ کر کے اپنی خاموشیوں میں چھپا لینے والی ہے۔ چنانچہ جنات انسان کے مقابل ایک ایسی مخلوق ہے جسے حواسِ خمسہ' دانش وعقل اور قوتِ اختیار سے نوازا گیا ہے۔ جو کچھ لفظِ جن کا مطلب ہے وہی جنات کی مخلوق کا مقصدِ تخلیق تھا یعنی یوں زندگی گذارنا کہ کائنات میں بگاڑ پیدا نہ ہو بلکہ خوشگواریوں اور آسودگیوں میں اضافہ ہو مگر اُن کے ایک واضع گروہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا یعنی قرآن کی آیت 2:34 کے مطابق اُنہوں نے کفر کا راستہ اختیار کر لیا' لہٰذا' اُن میں سے کفر کرنے والوں کے لئے جہنم اور اللہ کے احکام کے مطابق زندگی گذارنے والوں کے لئے آیت 72:14 اور سورۃ رحمٰن میں جنت کے حوالے سے آگاہی دی گئی ہے۔ یہ حقیقت کہ جنات انسان سے واضع طور پر علیحدہ مخلوق ہے اِس کی صاف طور پر آگاہی آیت 15:27 کے مطابق یوں ہے کہ جنات کو انسان سے پہلے آگ کے جوہر سے تخلیق کیا گیا اور آیات 55:14 اور 55:15 میں آگاہی دی گئی ہے کہ جنات کو آگ کے جوہر سے جبکہ انسان کو مٹی کے جوہر سے تخلیق کیا گیا اور آیت 55:31 کے مطابق دونوں کو اپنے اپنے اعمال وجدوجہد کا حساب دینا پڑے گا۔ اور آیت 72:7 میں ہے کہ اے جنات! ''یہ انسان بھی ایسا ہی گمان کرنے لگے جیسا کہ تم کیا کرتے تھے کہ مرنے کے بعد اُنہیں نہیں اُٹھا جائے گا۔ اور آیات 9-72:8 میں ہے کہ جنات نے آسمانوں کو چھوا اور اُسے سخت پہرے داروں سے بھرا پایا اور جلنے چمکنے والے ستاروں سے بھرا پایا اور یہ بھی کہ ہم (آسمانوں) کے بعض مقامات پر بیٹھا کرتے تھے مگر وہاں بھی اپنی تاک میں آگ کے شعلوں کو پایا۔۔۔'' جنات کے کفر وفساد کی وجہ سے ان کی جگہ انسان کو تخلیق کر کے جنات سے بہتر وبلند تر مقام عطا کر دیا گیا اور جنات انسانوں سے کم تر مخلوق بن کر رہ گئے۔ لفظ انسان کا مادہ (ان س) ہے جس کا بنیادی مطلب ہے سچائیوں کو پہچاننے والا' تاکہ کفر وفساد وظلم وشرک ختم ہو جائے جو لفظ انسان کا مطلب ہے وہی تخلیق انسان کا مقصد ہے تاکہ زندگی بے خوف مسرتوں میں داخل ہو جائے۔ باقی صفحہ 1304 پر ملاحظہ فرمائیں۔